رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا	دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا - (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ - ۲۸ جنوری ۱۹۱۹ء - شنبہ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۷ھ - نمبر ۵۷

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

امسال ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ گورداسپور میں ہمارے ہائی سکول کی جو ٹیمیں شامل ہوئیں - ان کے نتائج حسب ذیل ہیں:

(۱) ہاکی ٹیم نے اس سال پھر کپ جیتا - مگر افسوس فٹ بال کپ جو متواتر بارہ سال سے ہماری ٹیم کے پاس تھا ہار دیا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ دو اچھے کھیلنے والے لڑکوں کو حاضریوں کے کم ہونے کی وجہ سے کھیلنے کی اجازت نہ ملی۔

(۲) کرکٹ ٹیم اگرچہ پہلی دفعہ بھیجی گئی جس کی صرف ۱½ ماہ کی پریکٹس تھی - تاہم اس نے ڈیرہ بابا نانک ہائی سکول کی ٹیم کو شکست دی۔

(۳) رسہ کشی میں سب ٹیموں کو شکست دینے کے بعد

اخبار احمدیہ

بیراور علاقہ پٹیالہ میں تبلیغ

خاکسار اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری موضع بیراور ریاست پٹیالہ میں جلسہ احمدیہ کی تقریب پر حاضر ہوئے - ۲۰ - جنوری کو کارروائی جلسہ شروع ہوئی - اور مولوی صاحب موصوف نے آیت الذین کفروا لہم عذاب جہنم وبئس المصیر اور اس کے مابعد کی چند ملحقہ آیات کی تفسیر فرمائی - اور حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کی طرف سامعین کو توجہ دلائی - ارکان اسلام کے متعلق تقریر دوسری تقریر خاکسار کی ارکان اسلام اور ان کی فلاسفی پر ہوئی - جس میں اسلام کا پورا نقشہ بتایا گیا - اور یہ کہ حضرت مسیح موعود نے بھی یہی باتیں پیش کیں - ایسی حالت میں وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں - جو ہم سے لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں - اور ہمارے جلسوں وعظوں میں شریک ہونے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں - اور ہمارے ساتھ میل ملاقات سے روکتے ہیں - ان کو دراصل ارکان اسلام نماز روزہ سے نفرت اور عداوت ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود مسلمان ہونے کے اسلام کی کوئی عزت نہیں صوم صلوٰۃ کے وہ پابند نہیں فسق و فجور سے ان کو نفرت نہیں - باوجود ان حالات کے یہ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں - مگر ہم سے

قطع تعلق کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل ثابت کرتا ہے کہ ان کو بُریوں سے نفرت نہیں بلکہ نیکیوں سے نفرت ہے۔ ورنہ ہم سے یہ لوگ محبت رکھتے اور ان سے ان کو نفرت ہوتی۔

وفات مسیح پر تقریر دوسرے روز مولوی صاحب کی تقریر وفات مسیح پر ہوئی۔ اور بالآخر انھوں نے بتلایا کہ مسیح مہدی کے ماننے کو رسول اللہ نے واجب قرار دیا ہے۔ وہ وہی فارسی الاصل ہے۔

صداقت مسیح موعود پر تقریر دوسری تقریر خاکسار کی صداقت مسیح موعود پر ہوئی جس میں بتلایا گیا۔ کہ جن معیاروں کی بنا پر پہلے راستبازوں کو سچا مانا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انہی معیاروں اور دلائل کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں راستباز نہ مانا جائے۔ سوئی ایک منصف مزاج آدمی کو حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

نتیجہ۔ اس جلسہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ پانچ آدمی احمدی ہوئے۔ اور قریباً اتنے ہی احمدیت کے قریب آگئے۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی قبول کرنے کی توفیق و جرأت عطا فرمائے۔ آمین۔

بنور میں تبلیغ وہاں سے چودہ تاریخ کو ہم بنور میں پہنچے۔ پہلی تقریر مولوی صاحب کی فضیلت اسلام پر ہوئی جس میں بتلایا کہ

اسلام جو دعویٰ پیش کرتا ہے اسکے دلائل بھی خود ہی دیتا ہے۔ کسی دوسرے کی وکالت کا محتاج نہیں جس کے ثبوت میں وقت کے لحاظ سے قرآن کریم کی چند آیات پیش کیں اور ان کی تشریح فرمائی۔ دوسری تقریر خاکسار نے مسئلہ خاتم النبیین پر کی۔ اسی میں اسلام اور بانی اسلام کی فضیلت بھی بیان کی۔ کہ تمام انبیا اور کتب الٰہیہ پر قرآن کریم کو اور آنحضرت کو کیوں فضیلت دی گئی ہے۔

خاکسار حافظ جمال احمد

لدھیانہ میں تبلیغ

مولوی عبدالصمد صاحب مبلغ لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آجکل لدھیانہ میں عام وعظ کہہ رہا ہوں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے۔

بنگال میں تبلیغ

جناب مولنا سید محمد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے سلسلہ حقہ کے خلاف ایک رسالہ بنگالی میں لکھا تھا جس کا جواب مولوی غیاث الدین صاحب احمدی لکھ رہے ہیں جنوری کے پہلے دو ہفتوں میں چار شخص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت دے۔ آجکل سلسلہ کے بعض ناکام دشمن اپنی دشمنی کا ثبوت احمدیوں پر اتہامات لگا کر دے رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹ کی پردہ دری کرے گا۔ اور حق ظاہر ہوگا۔

اعلان نکاح

جناب خواجہ محمد اعجاز علی شاہ صاحب احمدی سرگنی جو آجکل دارالامان میں مقیم ہیں کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب کا نکاح ۲۲ جنوری کو مولنا سرور شاہ صاحب نے سید بشیر الدین صاحب کاردار کی لڑکی طیبۃ النساء سے مبلغ ڈھائی سو روپے مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے۔

ولادت

قاضی اکمل صاحب کے ہاں ۹۔ اور ۱۰ جنوری کی شب کو تیسرا لڑکا متولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولود کو مسعود بنائے۔ اور والدین کے لئے مبارک کرے۔

درخواست دعا

جناب ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر کے مقدمہ کی پیشی ۳۱۔ جنوری ۱۹۱۹ء قرار پائی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے۔

شاہجہانپور میں غیر احمدیوں کا جوش و خروش

غیر احمدیان شاہجہانپور نے دو ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا ایک جلسہ کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علماء میں سے ایک عالم (مولوی محفوظ الحق صاحب) سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔ اور دیگر بعض معزز اصحاب نے بھی قبول حق کی دولت پائی۔ اس خفت کو مٹانے کے لئے اب ان لوگوں کی طرف سے علمائے مقلدین کو چھوڑ کر غیر مقلدوں کو بلایا گیا ہے۔ اور بڑے پیمانہ پر جلسہ کی تیاری کی جا رہی ہے۔ جو فروری کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔ مخالفین نے جو اشتہارات شائع کئے ہیں۔ ان میں احمدیوں کے خلاف بہت زہر اگلا ہے۔ اور احمدیوں کو واجب القتل ٹھہرایا اور لکھا ہے کہ اگر مسلمان کی سلطنت ہوتی تو جس طرح دربار کابل نے احمدیوں سے کیا تھا۔ اسی طرح یہاں ان سے کیا جاتا۔ مباحثے کے ہنگامے ہیں۔ مگر شرائط مباحثہ طے کرنے کی طرف کوئی نہیں آتا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کو ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور اس جلسہ کو بھی ہمارے لئے موجب فتح بنائے

گوڑگانوں میں حضور لاٹ صاحب کا دربار

۱۸۔ جنوری ۱۹۱۹ء کو حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب کا گوڑگانوں میں ایک عظیم الشان دربار منعقد ہوا یہ سب سے پہلا دربار تھا۔ جو اس مقام پر صوبہ کے حاکم اعلیٰ کا ہوا۔ اس موقعہ پر حضور لاٹ صاحب نے جو تقریر کی۔ اس میں ضلع کی فوجی خدمات کا نہایت کھلے الفاظ میں اعتراف کیا گیا۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے خاص فوائد حاصل ہونے کی امید دلائی گئی ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۸ - جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

کیا کفارے پر ایمان لانے سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں

گذشتہ پرچہ میں بائیبل کے رو سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے نہ تو کفارے پر ایمان کی کوئی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی یسوع مسیح نے روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے یہ کہا ہے۔ کہ میرے کفارہ پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ "کتاب مقدس" کے رو سے کفارہ کا عقیدہ ہی درست نہیں ہے۔ اور عیسائی صاحبان اس کی جو غرض اور غائت بیان کرتے ہیں۔ وہ بائیبل کی رو سے ہرگز اس سے پوری نہیں ہو سکتی۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں نے کفارہ کی نسبت اس عقیدہ سے انکار کر کے۔ جو عام طور پر عیسائی صاحبان کے نزدیک مسلم ہے۔ یعنی یہ کہ موروثی اور ذاتی دونوں قسم کے گناہوں سے بری کرنے والا۔ یہ بات پیش کی ہے۔ کہ

"مسیح خداوند کی آمد کی علت غائی یہ تھی۔ کہ جو خود انہوں نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرمائی ہے یعنی "میں اس لئے آیا۔ کہ وہ زندگی پائیں۔ اور کثرت سے پائیں (یوحنا ۱ - ۵) یعنی روحانی زندگی پائیں۔ بنی آدم روحانی موت سے آزاد ہو جائیں۔ جو آدم کے گناہ کا خاص اور بڑا مہلک نتیجہ تھا۔"

گویا یسوع مسیح کا کفارہ لوگوں کو اس خاص اور مہلک نتیجہ سے بچانے کے لئے ہوا۔ جو آدم کے گناہ کرنے کی وجہ سے اس کی اولاد کو پہنچا ہے۔ لیکن اس امر پہ غور کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ باپ کے گناہ کا اثر بیٹے تک پہنچے۔ اور کیا یہ جائز ہے۔ کہ باپ کے گناہ کرنے کی وجہ سے بیٹے کو بھی سزا دی جائے۔ دنیاوی معاملات اور قانون قدرت میں۔ تو ہر ایک انسان جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ جو شخص جرم کرتا ہے۔ اسی کو سزا دیجاتی ہے۔ اور جو بدپرہیزی کرتا ہے۔ وہی بیمار ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ چوری زید کرے اور سزا اس کے بیٹے بکر کو دی جائے۔ یا زید سنکھیا کھائے۔ اور ہلاک اس کا بیٹا ہو جائے۔ ہاں اگر عیسائی مذہب کی "کتاب مقدس" یہی فتویٰ دیتی۔ کہ باپ کے گناہ کرنے کیوجہ سے بیٹا بھی گنہگار ہوتا ہے۔ اور بیٹے کو بھی سزا دیجاتی ہے۔ تو بھی کفارے کے متعلق غور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ بھی اس کے خلاف کہتی ہے۔ چنانچہ جب ہم "کتاب مقدس" کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ کہ گناہ تو باپ کرے۔ اور سزا بیٹے کو بھی دیجائے۔ بلکہ جو گناہ کرتا ہے وہی سزا پاتا ہے۔ اور بیٹا باپ کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ یرمیاہ باب ۳۱- آیت ۲۹-۳۰ میں لکھا ہے۔ کہ

"خداوند کہتا ہے۔ ان دنوں میں یہ پھر نہ کہا جائیگا۔ کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے۔ اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا۔ اس کے دانت کھٹے ہونگے۔"

ان الفاظ میں ایک مثال کے ذریعہ نہایت خوبی کے ساتھ یہ بات سمجھا دی گئی ہے۔ کہ باپ دادوں کے گناہ کا بار بیٹوں پر نہیں پڑتا۔ بلکہ ہر ایک اپنی ہی بدکاری کے سبب سزا پاتا ہے۔

پھر حزقی ایل باب ۱۸ میں تو اس بات کو بہت ہی واضح طور سے بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ باپ اور بیٹے کو اپنے اپنے اعمال کا ذمہ وار قرار دیکر صاف الفاظ میں بتا دیا ہے۔ کہ

"بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھاویگا۔ اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھاویگا۔ صادق کی صداقت اسی پہ ہوگی۔ اور شریر کی شرارت اسی پہ پڑیگی۔" آیت ۱۹-۲۰-

پھر استثنا باب ۲۴- آیت ۱۶ میں ہے۔ کہ

"اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا۔"

یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے حوالے "کتاب مقدس" میں موجود ہیں۔ جو بڑے زور سے اس بات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ کہ باپ دادوں کے گناہ کی سزا بیٹوں تک پہنچتی ہے اور جب یہ غلط ہو گئی۔ تو یہ خیال بھی درست نہ رہا کہ آدم اور حوا نے جو گناہ کیا تھا اس کے باعث ان کی اولاد قابل مواخذہ ہے کیونکہ جب باپ دادوں کے کچے انگور کھانے سے بیٹوں کے دانت کھٹے نہیں ہوتے۔ اور بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اور باپ دادوں کے بدلے اولاد نہیں ماری جاتی تو پھر آدم و حوا کے گناہ کا وبال بھی اس کی اولاد کے سر نہیں ڈالا جا سکتا اور جب بنی آدم اس وبال سے بچ گئے۔ تو کفارہ کی کوئی ضرورت ہی نہ رہی۔ پھر جب بائیبل اس بات کی تردید کر رہی ہے۔ کہ کوئی کسی کے لئے کفارہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جو گناہ کرتا ہے۔ وہی گرفتار ہوتا ہے اور اسی کو سزا دی جاتی ہے۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ یسوع مسیح بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا

اور اس کے سزا پا لینے کی وجہ سے اسپر ایمان والوں سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جائیگا۔ دیکھئے بائیبل میں کیا صاف طور پر مذکور ہے کہ

"موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے بڑا گناہ کیا اور اب میں خداوند کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ کہ شاید میں تمھارے گناہوں کا کفارہ کروں چنانچہ موسیٰ خدا کے پاس گیا۔ اور کہا کہ ہائے ان لوگوں نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا معبود بنایا۔ اور اب کاش کہ تو ان کا گناہ معاف کرتا۔ مگر نہیں تو میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اپنے اس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے۔ مٹا دے۔ اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے۔ میں اسی کو اپنے دفتر سے مٹا دونگا" (خروج باب ۳۲ آیت ۳۲، ۳۳)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کے ان لوگوں کی بجائے جنہوں نے سونے کا معبود بنایا تھا اپنے آپ کو سزا بھگتنے کے لئے کفارہ کے طور پر پیش کیا لیکن خدا نے اسے منظور نہ کیا۔ اور یہی کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے، میں اسی کو اپنے دفتر سے مٹا دونگا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ کوئی کسی کا ہرگز کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا۔ تو حضرت موسیٰ کا کفارہ بھی قبول کیا جاتا۔

پھر عہد عتیق کو چھوڑ کر جب ہم عہد جدید کو دیکھتے ہیں۔ تو بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو گناہ کرے وہی پکڑا جاتا ہے۔ چنانچہ رومیوں باب ۲ آیت ۹ میں لکھا ہے کہ

"مصیبت اور تنگی ہر ایک انسان کی جان پر آئیگی"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کسی کا کفارہ کسی گنہگار کو گناہ کی سزا سے نہیں بچا سکتا۔ پھر متی باب ۶ آیت ۱۴، ۱۵ میں یسوع مسیح کا یہ قول درج ہے کہ

"اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمھارا آسمانی باپ بھی تمھیں معاف کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کو معاف نہ کروگے۔ تو تمھارا باپ بھی تمھارے قصور معاف نہ کرے گا"

اس میں گناہوں اور قصوروں کے معاف کرانے کا طریق کفارہ پر ایمان لانا نہیں بتایا گیا۔ بلکہ لوگوں کے قصور معاف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا گیا ہے۔ کہ اگر تم لوگوں کے قصور معاف نہ کروگے۔ تو تمھارے قصور بھی خدا معاف نہ کرے گا۔ گویا کفارے کا گناہوں کے معاف ہونے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کفارے کے ذریعہ گناہ معاف ہو سکتے۔ تو یہ نہ کہا جاتا۔

پھر متی باب ۱۲ آیت ۳۱ میں یسوع مسیح کے یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ

"میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائیگا۔ مگر جو کفر روح کے حق میں ہو۔ وہ معاف نہ کیا جائیگا۔ اور جو کوئی ابن آدم کے برخلاف کوئی بات کہیگا۔ وہ تو اسے معاف کی جائیگی۔ مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہیگا۔ وہ اسے معاف نہ کیجائیگی۔ نہ اس عالم میں۔ نہ آنے والے میں"

اس سے معلوم ہوا کہ بعض ایسے گناہ بھی ہیں جو کسی صورت میں معاف ہی نہیں ہو سکتے نہ اس عالم میں نہ آنے والے عالم میں۔ اس لئے کفارہ کا عقیدہ غلط ہوگیا۔

ایسے ایسے صریح حوالجات کی موجودگی میں نہ معلوم عیسائی صاحبان کو کفارہ کا عقیدہ گھڑنے اور اس پر ایمان لاکر تمام گناہوں کے معاف ہو جانے کا خیال کیونکر پیدا ہوا۔ کیا کوئی عیسائی فاضل ہمیں سمجھائیں گے۔ کہ کتاب مقدس کے مذکورہ بالا حوالجات سے کفارہ کا عقیدہ کیونکر مطابقت رکھتا ہے۔ اور کفارہ کو صحیح مان کر ان کا کیا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ اب یا تو کفارہ کے خیال کو چھوڑنے سے یا ان حوالجات کی صحت سے انکار کرنے سے تسلی ہو سکتی ہے۔

انبیا کی خصوصیت

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اصلی معنی کے رو سے سچی نکلیں

ہم نے الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں مولوی ثناءاللہ صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے۔ جو وہ حضرت مرزا صاحب کی خدمات کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمات کو انھیں کے الفاظ میں پیش کر کے پوچھا تھا۔ کہ جب ساری عمر میں صرف بارہ سولہ ایسے حواری بنانے والا۔ جن میں بعض کمزور اور ضعیف الخیال بھی تھے۔ آپ کے نزدیک نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کے نبی ہونے پر جن کے متبعین لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ اس کے متعلق تو انھوں نے تاحال ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ البتہ ہمارے اس مطالبہ کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو دراصل تو ۹ ستمبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں ان کے اس دعویٰ کی بنا پر کیا گیا تھا۔ کہ میں نے مرزا صاحب سے بڑھ کر خدمات کی ہیں۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے کی وجہ سے اب پھر دہرایا گیا تھا ہم نے پوچھا تھا کہ

"چونکہ ہم حضرت مرزا صاحب کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ پہلے انبیا کی کوئی ایسی خصوصیت بتایئے جو آپ میں اور ان انبیاء میں فرق کرنے والی ہو۔ ہم وہی خصوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ثابت کر دینگے"

اس کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے خدا خدا کر کے جو ارشاد فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

"حضرات انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت یہ تھی

کہ وہ مخالفوں کے سامنے جو بات الہام بتاکر بطور تحدی کے پیش کرتے تھے۔ وہ بعینہٖ پوری ہوتی تھی۔ ایک مثال بھی اس امر کی نہیں ملتی۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے فرمودہ کا ظہور انہی معنی میں نہ ہوا ہو۔ جو ان کے کلام کے اصلی معنی تھے"۔

انبیاء کرام کی یہ خصوصیت بیان کرتے ہوئے اگر مولوی صاحب نے خود دھوکہ نہیں کھایا تو دوسروں کو ضرور دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس خصوصیت کے متعلق کچھ کہیں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی کوئی ایسی بھی الہامی باتیں ہوتی تھیں۔ جنہیں وہ بطور تحدی مخالفوں کے سامنے پیش نہیں کرتے تھے۔ اگر تھیں تو کیا وہ بھی بعینہٖ پوری ہوتی تھیں یا نہیں۔ آپ نے انبیاء کی یہ خصوصیت بتلائی ہے۔ کہ "وہ مخالفوں کے سامنے جو بات الہام بتاکر بطور تحدی کے پیش کرتے تھے وہ بعینہٖ پوری ہوتی تھی"۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ کے نزدیک انھیں ایسی باتیں بھی بذریعہ الہام بتلائی جاتی تھیں جنہیں وہ مخالفین کے سامنے بطور تحدی نہ بیان کرتے تھے۔ اور نہ وہ بعینہٖ پوری ہوتی تھیں۔ گویا آپ نے خود تسلیم کر لیا۔ کہ انبیاء کے بعض الہام بعینہٖ پورے نہیں ہوئے۔ بلکہ صرف وہی ہوئے ہیں جو بطور تحدی مخالفوں کے سامنے پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ اب یہ بحث الگ ہے کہ کون کون سے الہام بطور تحدی پیش کئے گئے۔ اور کون کون سے نہیں۔ لیکن ان کے ... ... اپنے بیان سے یہ بات بالکل صاف ہو گئی کہ انبیاء کے بعض الہام بعینہٖ پورے نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں سمجھ نہیں آتا۔ کہ ان کے مندرجہ ذیل الفاظ کا کیا مطلب ہے۔ کہ "ایک مثال بھی اس امر کی نہیں ملتی۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے فرمودہ کا ظہور انہی معنی میں نہ ہوا ہو جو ان کے کلام کے اصلی معنی تھے"۔

کیا مولوی صاحب بتائیں گے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے "فرمودہ کے" "اصلی معنی" سے انکی کیا مراد ہے۔ آیا وہ معنی جو پیشگوئی کرتے وقت سمجھے گئے یا وہ معنی جو آئندہ واقعات نے ظاہر کئے اگر وہ اصلی معنی ہیں جو پیشگوئی کرتے وقت نبی اور اس کے اتباع نے سمجھے۔ تو اس صورت میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے انبیاء کی بہت سی پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا پڑے گی۔ کیونکہ پہلے انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ کہ خدا تعالے سے الہام پاکر بیان کرتے وقت ان کے جو معنی سمجھے گئے آئندہ واقعات ان معنوں کے مطابق ظہور میں نہ آئے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کا خدا کے وعدے سے یہ سمجھنا کہ ارض مقدس کو میری موجودہ قوم فتح کریگی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ جب حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھی اس دنیا سے گذر گئے تب وہ ملک فتح ہوا۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے بعد سب سے پہلے میری وہ بیوی فوت ہوگی۔ جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ اور اس کا مطلب آپ نے۔ اور آپ کی ازواج مطہرات نے پیشگوئی کے بیان کرنے کے وقت یہی سمجھا کہ جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ وہی فوت ہوگی۔ چنانچہ آپکی موجودگی میں تمام ازواج نے اپنے اپنے ہاتھوں کو ناپا۔ اور حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے ثابت ہوئے۔ گویا اس وقت یہ فیصلہ ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت سودہ ہی سب بیویوں سے پہلے فوت ہونگی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں کہ پہلے حضرت زینب فوت ہوئیں۔ اب اگر مولوی صاحب کا یہی منشاء ہے۔ کہ پیشگوئی کرتے وقت جو معنے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے خلاف کبھی نہیں ہوتا۔ تو مولوی صاحب کو ماننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی نعوذ باللہ غلط نکلی۔ اسی طرح ہجرت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مقام ہجرت دکھایا گیا تو آپ نے یہ سمجھا کہ یمامہ ہے۔ مگر برخلاف اس کے جب آپ نے ہجرۃ کی تو وہ مقام بجائے یمامہ کے مدینہ نکلا غرض ایک دو نہیں متعدد پیشگوئیاں قرآن کریم و کتب احادیث میں موجود ہیں۔ جن کے معنی ان پیشگوئیوں کو بیان کرتے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول نے کچھ اور سمجھے۔ مگر واقعات ان سمجھے ہوئے معنوں کے خلاف واقع ہوئے۔ پس اگر مولوی صاحب کا **اصلی معنی** سے یہ مطلب ہے۔ کہ پیشگوئی کا وہ مطلب جو پیشگوئی کرتے وقت سمجھا گیا۔ اصل معنی پیشگوئی کے ہوتے ہیں۔ تو اس کی رو سے مولوی صاحب اور ان کے ہمخیالوں کو ایک دو نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد پیشگوئیوں کی صداقت سے انکار کرنا پڑ گیا۔

لیکن اگر برخلاف اس کے **اصلی معنی** سے مولوی صاحب کا یہ منشاء ہے۔ کہ وہ معنی ہیں جو آئندہ واقعات نے ثابت کئے تو یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں۔ اس صورت میں حضرت مسیح موعود کی ان پیشگوئیوں پر جن پر مولوی صاحب اپنی شامت اعمال اور بدقسمتی سے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے قبل نبی اور اس کے اتباع ان کا ایک مطلب اپنے ذہن میں قرار دے کر اس کو ظاہر کر دیتے ہیں لیکن جب پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ تب اس کے اصلی معنی کھلتے ہیں۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں سے ظاہر ہے کہ انکے جو معنی پورا ہونے سے قبل سمجھے گئے تھے۔ واقعات سے ان کی

تصدیق نہ کی۔

اگرچہ نبی کی ہر پیشگوئی جو بیان کی جاتی ہے اپنے اندر تحدی کا رنگ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس سے نبی کی صداقت کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن اگر مولوی ثناء اللہ صاحب رسول کریم ؐ کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں کو یہ کہہ کر پس پشت ڈال دیں۔ کہ یہ بطور تحدی نہیں پیش کی گئیں۔ تو ہم انھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جس کی بنا پر آپ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کو ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف اس لئے روانہ ہوئے تھے۔ کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ آپ کو دکھایا گیا تھا۔ کہ اپنے صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کیا ہے۔ جس کو یہ سمجھا گیا۔ کہ اسی سال طواف ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ بہت سے صحابہ کے طواف کرنے کی غرض سے چل پڑے۔ اگر جب مکہ کے قریب پہنچے تو کفار مکہ نے روک دیا۔ آخر کفار سے صلح قرار پائی جو صلح حدیبیہ کہلاتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بغیر طواف کئے مدینہ واپس آنا پڑا۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے الہام سے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے جو معنی سمجھے کہ اسی سال طواف ہوگا اور اس غرض کے لئے آپ روانہ بھی ہو گئے۔ یہ پورے نہ ہوئے۔ جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی بھی سخت مشوش ہوئے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس کے متعلق بھی یہی کہیں گے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اسی سال طواف کعبہ کے لئے روانہ ہونا۔ اور پھر طواف کے بغیر واپس آجانا پیشگوئی کے اصلی معنی کے مطابق تھا۔ اگر نہیں تو انھیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ بعض پیشگوئیوں کے اصلی معنی کی تعیین ان کے بیان کرنے کے وقت پوری پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کے اصلی معنی وقوع پذیر ہونے کے بعد کھلتے ہیں۔ اس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی بھی محل اعتراض نہیں رہتی کیونکہ حضرت اقدس کی وہ پیشگوئیاں جن پر اعتراض کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ ایسی ہی ہیں جن کا ایک مفہوم پیشگوئی کرتے وقت سمجھا گیا۔ مگر واقعات نے اس پیشگوئی کے اصل معنی اسی طرح کچھ اور ظاہر کئے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کے ظاہر ہوئے۔

پس حضرت مرزا صاحب پیشگوئیوں کے لحاظ سے انبیاء سابقین کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ آپ کی تمام کی تمام پیشگوئیاں اپنے اصلی معنوں کے مطابق پوری ہوئی ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے اصلی معنی وہ قرار دیتے ہیں۔ جو ان کے پورے ہونے پر ظاہر ہوئے۔ نہ کہ وہ جو پورے ہونے سے قبل سمجھے گئے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے متعلق بھی اسی اصل سے کام لیں۔ اور ان پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں۔ جو رسول کریم کی پیشگوئیوں پر بھی پڑتا ہے۔

انبیائے کرام کی پیشگوئیوں کے متعلق خدا کا قانون

یہاں ہم خدا تعالےٰ کے اس قانون کے متعلق جس کے مطابق انبیاء کرام کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ کچھ مختصر بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ خداوند کریم جیسا قہار و منتقم ہے۔ ویسا ہی رحیم و کریم اور غفور و ستار بھی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء (پارہ نہم رکوع ۱۹) میں جس کو چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں۔ (اور جس کو چاہتا ہوں۔ عذاب سے بچا لیتا ہوں) اور میری رحمت زیادہ وسیع ہے اور اس نے ہر چیز کو اپنے اندر لے لیا ہے۔ اور ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہے سبقت رحمتی علےٰ غضبی۔ کہ میرا رحم میرے غصہ پر غالب ہے۔

پس جب وہ کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اپنے نبی کی معرفت اس کے متعلق پیشگوئی کراتا ہے۔ تو اگر پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد وہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں۔ تو عذاب سے بچ جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا منشا یہی ہوتا ہے۔ کہ لوگ اپنی اصلاح کریں۔ محض عذاب دینا مد نظر نہیں ہوتا جیسا کہ فرماتا ہے۔ مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم (پارہ پنجم آیت آخری) کہ خدا تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکر گذار اور مومن بن جاؤ۔

پس خدا تعالےٰ کے نبی جو انذاری پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو اس بات سے متنبہ کر دیں کہ تمھارے اعمال اس قابل ہیں کہ تمھیں عذاب دیا جائے۔ اگر تم اپنے زشت اعمال و بد افعال چھوڑ کر راہ راست اختیار کرو گے۔ تو اس عذاب سے بچا لئے جاؤ گے۔ اسی طرح جو پیشگوئیاں تبشیری ہوتی ہیں۔ ان میں بھی یہی قاعدہ چلتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو بوجہ ان کی اس وقت کی حالت کے بشارت انعام دی جاتی ہے وہ اگر انعام الٰہی حاصل ہونے سے قبل اپنی حالت بدل لیں۔ تو انعام سے محروم کر دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس امر کی تصدیق انبیاء کرام کی پیشگوئیوں سے ہوتی ہے۔ انذاری پیشگوئی کے حالات کے بدلنے سے ٹل جانے کی مثال میں حضرت یونس علیہ السلام کی وہ پیشگوئی پیش کی جا سکتی ہے جو انھوں نے اپنی قوم کے متعلق کی تھی۔ نینوا کے لوگ جن کی طرف حضرت یونس کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا سخت بدکردار تھے۔ اور ان کی زشتی اعمال کے باعث حضرت یونس کو الٰہی ارشاد ہوا کہ انھیں جا کر کہہ دو۔ کہ تم پر ۴۰ یوم میں عذاب آئیگا۔ حضرت یونس نے ان کو یہ بات سنا دی۔ جسے سن کر وہاں کے بادشاہ نے عاجزی کے لئے ٹاٹ کے کپڑے

بھن لیے۔ اور تمام لوگ آہ وزاری میں مشغول ہو گئے۔ اور چالیس دن تک اسی حالت میں رہے۔ اس لئے عذاب ان سے ٹل گیا۔ اور وہ بالکل محفوظ رہے۔ حضرت یونس جو شہر کو اس لئے چھوڑ کر کہ اس پر عذاب آنے والا ہے۔ باہر چلے گئے تھے چالیس دن کے بعد جب لوگوں کو ہلاک شدہ دیکھنے کے لئے آئے۔ تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ تو بالکل صحیح وسلامت ہیں۔ اس سے وہ بہت غمگین ہوئے کہ اب یہ لوگ مجھے کیونکر سچا مان سکتے ہیں۔ آخر خدا تعالےٰ نے انھیں بتایا۔ کہ جب ان لوگوں نے اصلاح کر لی تو میں ان کو کیسے عذاب دیتا۔ عذاب دینے سے تو یہی مقصد تھا کہ ان کی اصلاح ہو جب بغیر عذاب دیئے ہی ان کی اصلاح ہو گئی۔ تو پھر عذاب کیوں دیا جاتا (دیکھو یوناہ نبی کی کتاب باب ۳)

دوسری مثال تبشیری وعدہ کے حالات کے ماتحت بدل جانے کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو کہا گیا تھا کہ جاؤ ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ یعنی اسے فتح کر لو۔ مگر جب اس قوم نے اپنے آپ کو اس انعام کا اہل ثابت نہ کیا۔ تو وہ انعام جو ۴۰ برس پہلے انھیں ملنے والا تھا۔ چالیس برس بعد پر ڈال دیا گیا۔

ان مثالوں سے صاف طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ انبیاء کی انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں حالات کے بدلنے کے ساتھ بدل جاتی ہیں۔ اور اس سے ان پر کسی قسم کا الزام نہیں آتا۔ بلکہ یہ پتہ لگتا ہے کہ ان کا تعلق اس قادر مطلق خدا کے ساتھ ہے۔ جو اپنے بندوں سے ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ باوجود ان کے اصلاح کر لینے کے بھی انھیں عذاب میں مبتلا کرے۔ نہ یہ کہ برائیوں میں مبتلا ہونے پر بھی انعامات کا وارث بنائے جیسی ان کی حالت ہوتی ہے۔ اس کے مطابق ان سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر وہ عذاب کے قابل ہوتے ہیں۔ تو عذاب دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ تو بچا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ انعام کے قابل ہوتے ہیں۔ تو انعام دیا جاتا ہے۔ اور اگر نہیں ہوتے۔ تو محروم کر دیا جاتا ہے۔ پھر پیشگوئیوں کے مفہوم کو سمجھنے کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نبی چونکہ انسان ہی ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود دیگر انسانوں سے فہم و فراست کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر ہونے کے پھر بھی بعض اوقات اصل منشاء الٰہی سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت نوح اور ان کے بیٹے کا جو واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے۔ حضرت نوح کو کہا گیا تھا کہ کشتی میں اپنے اہل اور مومنوں کو بٹھا لو۔ ان کو نجات دی جائیگی۔ مگر ان کو نہیں جن کے متعلق پہلے کہا جا چکا ہے۔ حضرت نوح نے سمجھا کہ میرا بیٹا بھی اہل میں سے ہے۔ اور اس کے بچائے جانے کا بھی وعدہ ہے۔ چنانچہ جب وہ غرق ہونے لگا۔ تو حضرت نوح نے کہا رب ان ابنی من اھلی و ان وعدک الحق کہ اے میرے رب میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ کہ تیرے اہل بچائے جائیں گے۔ پھر یہ کیوں ہلاک ہو رہا ہے۔ اس پر خدا تعالےٰ نے جب یہ فرمایا کہ لیس من اھلک یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ تب انھیں خدا تعالیٰ کے وعدے کے اصل معنی سمجھ میں آئے۔ اور پہلے جو کچھ انھوں نے سمجھا تھا۔ وہ درست ثابت نہ ہوا۔

ان باتوں کو مد نظر رکھ کر حضرت مرزا صاحب کی کسی پیشگوئی پر کوئی سمجھدار انسان اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جن پیشگوئیوں پر وہ اعتراض کرتے ہیں۔ اسی رنگ میں پوری ہونے والی دیگر انبیاء کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

ایک مونگھیری مولوی کی ایمانداری کا پردہ فاش

مفتی عبداللطیف مونگھیری نے حال میں ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جو برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق "چشمۂ ہدایت" کے نام سے موسوم ہے۔ جس پر ہم انشاء اللہ ابتدا سے انتہا تک تنقیدی نظر ڈالیں گے۔ لیکن فی الحال ایک ایسے امر کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں ذاتی طور پر واقفیت ہے۔ اور جس نے قبل ازیں ہمیں غیر احمدی مولوی بالخصوص مونگھیری مولوی صاحبان سے متنفر کر دیا تھا۔ اور جسے اب بھی ہم ان کے اس رسالہ میں پڑھ کر بیساختہ یہی کہہ اٹھے ہیں

مکروا علی مکر خیال قلوبہم
کذبوا علی کذب بیان لسانہم

واقعہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مونگھیری نے ۱۹۱۶ء میں ایک رسالہ ہدیہ عثمانیہ شائع کیا تھا۔ جس میں علاوہ دیگر باتوں کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کو پیش کر کے۔ جو حضور نے مولوی ثناء اللہ کو آخری ایام میں لکھی تھی عوام الناس کو دھوکہ دینا چاہا تھا۔ اور اب رسالہ چشمۂ ہدایت میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس تحریر کے متعلق ہماری طرف سے بارہا لکھا جا چکا ہے۔ لیکن ان ہی محروموں کو ذرا توجہ پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہ اسی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ اور آواز حق سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے کیونکہ

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

وہ عبرت انگیز واقعہ جس نے مونگھیری مولویوں کی حقیقت میرے لئے واشگاف کر دی تھی یہ ہے کہ ۱۹۱۷ء

میں جب میں اور مولوی نثار احمد صاحب کانپوری وحامد بدایونی جمال پور مونگھیر کی انجمن ہدایت الاسلام کے سالانہ جلسہ پر گئے ۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی خانقاہ میں بھی پہنچے ۔ وہاں اس وقت مولوی محمد علی صاحب موجود نہ تھے ۔ وہ اپنے مریدوں کو بچانے کے لئے بھاگلپور گئے ہوئے تھے ۔ کیونکہ احمد اشرف کچھوچھوی صاحب نے ان کی مریدوں میں اپنا سکہ جمانا چاہا تھا ۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب کو بڑی فکر پیدا ہوئی کہ کہیں میرے مرید ہاتھ سے نہ جاتے رہیں ۔ بہرحال اس وقت ہمیں بجائے مولوی محمد علی صاحب کے مفتی عبداللطیف رحمانی ملے اور انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق باتیں شروع کر دیں ۔ اور مجھے ایک قلمی کتاب بھی دکھائی ۔ جو انہوں نے حیات مسیح کے متعلق لکھی تھی ۔ نیز وہ ایک مقامات بھی اس کتاب میں سے پڑھ کر سناتے ۔ اسی اثنا و گفتگو میں ایک شخص نے کہا مرزا صاحب کے کذب کی یہی دلیل کافی ہے ۔ کہ انہوں نے ثناء اللہ کو لکھا تھا ۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائیگا ۔

اسپر مفتی عبداللطیف نے کہا کہ یہ اعتراض **قادیانیوں پر صحیح نہیں ۔ کیونکہ ثناء اللہ نے مرزا صاحب کی اس تحریر کو منظور** نہیں کیا تھا ۔ میں نے کہا مولانا یہ اعتراض تو آپکے یہاں سے بڑی شان کے ساتھ شائع ہو چکا ہے ۔ مفتی صاحب نے کہا کس کتاب میں لکھا گیا ہے ۔ میں نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایک کتاب تحفۂ آصفیہ حضور نظام دکن کو تبلیغ کے لئے لکھی گئی تھی جس کے جواب میں آپ کے یہاں سے ہدیہ عثمانیہ شائع کیا گیا ہے ۔ اس میں بڑے جلی قلم سے اس مضمون کو لکھا گیا ہے ۔ اسپر مفتی عبداللطیف صاحب کی وہ شکل وصورت جو اس وقت تھی اور آہ ان کا سہما ہوا بات اب تک میری نظروں میں پھر رہا ہے ۔ اور ان کا جواب خوب اچھی طرح کامل یقین اور وثوق کے ساتھ مجھے یاد ہے جو یہ تھا کہ " یونہی لکھدیا ہوگا "

میں اتنا سن کر خاموش ہو گیا ۔ مگر واللہ دل ہی دل میں ان کی صورت دیکھنے سے بھی بیزار ہو گیا ۔ کہ اس قدر زور شور سے ایک ایسے زبردست مدعی کے خلاف لکھا جاتا ہے اور وہ یونہی لکھدیا جاتا ہے ۔ ان علماء کو دور سے ہی سلام کرنا بہتر ہے ۔ جو ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔ جن کا ارتکاب منکرین انبیاء نے کیا **یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم** ۔ یعنی منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں ۔ جوان کے دلوں میں نہیں جنہیں وہ خود جھوٹ سمجھتے ہیں ۔ مگر نہ معلوم کس حرص وہوس میں جھوٹ شائع کئے جاتے ہیں اور خدا سے ذرا خوف نہیں کرتے ۔

یک نہ شد دو شد

یہ توجو کچھ ہوا سو ہوا مفتی عبداللطیف نے اسی بات کو جسے وہ اپنے منہ سے **یونہی لکھدیا ہوگا اور صحیح نہیں کہہ چکے** ہیں ۔ اب خود اپنے رسالہ میں پیش کیا ہے چنانچہ رسالہ چشمہ ہدایت کے صد ۵۶ میں لکھتے ہیں ۔

" اب تعجب اور نہایت تعجب اس پر ہے ۔ کہ اس علانیہ خدائی فیصلہ سے یہ کہہ کر منہ پھیرا جاتا ہے ۔ کہ مرزا صاحب نے مباہلہ چاہا مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہیں کیا ۔ اس لئے کچھ نہیں ہوا ۔ مگر یہ سخت زبردستی اور مغالطہ فریبی ہے ۔"

تعجب اور سخت تعجب

تو یہ ہے کہ جس مفتی عبداللطیف نے میرے سامنے اسی مذکورہ بالا منظوری کو بیان کرکے اعتراض کو ساقط الاعتبار کیا اب وہ خود اپنے قلم سے وہی اعتراض تحریر کرتا ہے یہ کیا جنون ہے ۔ کیا اضطراب ہے ۔ کیسی گھبراہٹ ہے ۔ جس طرح جی میں آتا ہے باتیں بنا دیتے ہیں مگر درحقیقت کوئی بات ٹھکانے کی نہیں بن آتی ۔

آہ یہ غریب مُلّا کس الجھن میں پڑے ہیں سے

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب وداماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو یہ ادھڑا تو وہ ٹانکا

مفتی عبداللطیف

خدا کے لئے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ۔ آپ سچ سچ کہیں ۔ کیا میں نے جو کچھ بیان کیا ۔ یہ واقعہ نہیں ہے ۔ کیا آپ نے مجھے ایسا نہیں کہا تھا ۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں ۔ کہ آپ سچ سچ کہدیں ۔ آپ کو آپ کے اسلام اور ایمان کا واسطہ ۔ آپ کی عزت اور آپکی ہر اس چیز کا جو آپ کو عزیز ہے واسطہ ۔ آپ کو اپنے پیر شاہ فضل رحمٰن صاحب کا واسطہ ۔ آپ سچ سچ کہدیں ۔ میں تو صاف صاف موکد بقسم کہتا ہوں کہ واللہ باللہ تاللہ میرے کانوں نے آپ سے یہ بات سنی اور آپ نے اپنے منہ سے کہی ۔ آپ خدا کو حاضر ناظر یقین کر کے سچ سچ کہدیں ۔ یا آئندہ ایسے ناپاک جھوٹ کی اشاعت سے توبہ کریں ۔ کچھ توخوف خدا کیجئے ۔ خدا نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس کا فقری فرمان ہے ۔ اپنی جانوں پر رحم کیجئے ۔

مکرر یہ کہ

شاید آپ اس واقعہ سے ۔ جو میں نے ذکر کیا ۔ انکار کردیں ۔ کیونکہ جب ایک ایسا ناپاک جھوٹ بار بار آپ شائع کر رہے ہیں جسے خود جھوٹ سمجھتے ہیں ۔ تو میں آپ پر کیونکر اعتبار کروں ۔ اور کس طرح آپ سے یقین رکھوں کہ اب کے آپ سچ ہی بولیں گے اس لئے اگر آپ اس واقعہ کا انکار کریں ۔ تو آپ کا فرض ہے ۔ کہ حلفیہ بیان شائع کر دیں ۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں ۔ تو اے خدا مجھپر اپنی لعنت

برسا اور اپنے غضب کی بجلیاں گرا۔ اور اپنے غضب کی آگ میں داخل کر اور ملعونوں کی موت مار۔ اگر آپ کے اندر کچھ غیرت اور سچائی ہے تو اس سے پہلو تہی نہ کریں گے۔ اور میں صاف صاف کہتا ہوں:۔

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ الا لعنۃ اللہ علی المفترین۔ الا لعنۃ اللہ علی المجترئین۔

ہمدردی انسانی

کے تقاضے سے میں پھر بھی آپ سے یہی کہتا ہوں کہ خدارا آپ ایسی حرکات سے باز آئیں۔ اور خدا کے مامور مسیح موعود کو شناخت کرنے کی کوشش کریں۔ اسی میں فلاح ہے

وما علینا الا البلاغ

ابو محمد محفوظ الحق۔ علمی دفتر تالیف و اشاعت دارالامان قادیان

آریہ سماج بمبئی کے جلسہ میں سلسلہ کا بینا مباحثہ

دوسرا دن

دوسرے دن اتوار کی وجہ سے لوگوں کی تعداد پہلے دن سے بہت زیادہ تھی۔ مہاشہ رامچندر اور دیگر آریہ پنڈتوں کو آج ہم سے علیحدہ دوسری طرف بٹھایا گیا۔ مجھکو اور میرے دوست سیٹھ اسمعیل آدم بابو محمد عثمان چودھری سردار علی اور مومن حسین وغیرہ صاحبان کو صدر جلسہ کے پاس جگہ دی گئی۔ باعتبار آریہ مناظر کے ہماری نشست زیادہ اچھی تھی۔ کیونکہ صدر جلسہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تمام سامعین کو دیکھ سکتا تھا۔ صدر جلسہ (جو بمبئی کے ایک مشہور آریہ ڈاکٹر تھے) نے مجھکو کہا کہ آج صرف پانچ پانچ منٹ وقت دیا جاویگا۔ میں نے کہا کہ آج تو اور زیادہ وقت دینا چاہیئے کیونکہ رامچندر صاحب نے کل بہت سی خارج از بحث باتیں سنائی ہیں۔ ان سب کا بھی مجھکو جواب دینا ہے۔ صدر جلسہ نے کہا کہ اور باتوں کو آپ جانے دیں۔ صرف خدا کے خالق اور قادر مطلق ہونے کے متعلق جو باتیں شروع میں ہو رہی تھیں انہیں کو پیش کریں۔ بحیثیت صدر ہونے کے میرا یہی حکم ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس کی تعمیل کے لئے بھی حاضر ہوں۔ مگر آپ کو چاہیئے تھا کہ کل رامچندر صاحب کو اس وقت روک دیتے جبکہ وہ لاجواب ہو کر غیر متعلق باتیں شیطان وغیرہ کے متعلق کہہ رہے تھے۔ اگر کل نہیں ایسا کیا تو آج انکو اصل بحث سے باہر نہ جانے دیں۔ پھر میں تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ چونکہ صدر جلسہ نے مجھے کہا ہے۔ کہ میں رامچندر صاحب کی ان باتوں کا جو کہ کل اُنھوں نے غیر متعلق پیدائش شیطان وغیرہ کے متعلق کہی تھیں۔ جواب نہ دوں۔ صرف خدا کے قادر مطلق۔ اور سرب شکتیمان ہونے کے متعلق بحث کروں۔ اس لئے اس وقت ان کو چھوڑتا ہوں لیکن رامچندر صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ اسلام پر جس قدر اعتراض کرنے چاہتے ہوں احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن ہال میں آکر کریں۔ اور ہم سے جواب لیں۔ اس وقت ہماری ان باتوں کا جواب دیں جو کہ میں کل پیش کر چکا ہوں۔ یعنی ایک طرف تو آریہ سماج ایشور کو قادر مطلق اور سرب شکتیمان مانتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہتی ہے۔ اس میں روح اور مادہ پیدا کرنے کی شکتی نہیں۔ اور بغیر روح اور مادہ کے عالم کو پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔

قادر مطلق کے معنی سوامی دیانند کی زبان سے

دیکھئے یہ سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش ہے۔ اس کے باب ۷ صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں:۔

لفظ قادر مطلق کے یہی معنی ہیں۔ کہ ایشور اپنے کام یعنی جہان کا پیدا کرنا پرورش کرنا قائم رکھنا فنا کرنا وغیرہ سب جانداروں کے نیک و بد اعمال کی سزا و جزا دینے میں ذرا سی بھی کسی کی مدد نہیں لیتا۔ یعنی اپنی لازوال طاقت سے ہی اپنے سب کام پورے کر لیتا ہے“ غور کریں۔ جہان پیدا کرنا (جس سے کوئی شے باہر نہیں) پرورش کرنا۔ قائم رکھنا۔ ذرا سی بھی کسی کی مدد نہیں لیتا۔ اپنی لازوال طاقت سے ہی اپنے سب کام پورے کرتا“ کیسے واضح الفاظ ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے کاموں میں ذرا بھی روح اور مادہ کا محتاج نہیں۔ سوامی جی کے بتائے ہوئے معنی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی لازوال طاقت سے ہی سارے کام کرتا ہے مگر باوجود اس اقرار کے آریہ سماج کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ اپنا کوئی کام کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ پوری پوری مدد روح اور مادہ سے نہ لے۔ یہ اعتقاد رکھ کر کہ ایشور روح اور مادہ کا خالق نہیں۔ بلکہ ان کی مدد سے ہی اپنے سب کام پورے کرتا ہے۔ پھر بھی ایشور قادر مطلق اور سرب شکتیمان ہے۔ تو دنیا کا ہر ایک کاریگر نجار لوہار بلکہ چمار بھی معاذ اللہ آریہ سماج کے نزدیک قادر مطلق اور سرب شکتیمان ہوا۔

آریہ مناظر کا جواب

رامچندر صاحب اُٹھے اور اُنھوں نے کہا کہ بڑھئی میز بنا سکتا ہے۔ لیکن میز کا تختہ نہیں بنا سکتا ہے۔ اس لئے وہ قادر مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور سوامی جی کا مطلب جہان کے پیدا کرنے سے یہ ہے۔ کہ روح اور مادہ کے ذریعہ وہ جہان کو پیدا کرتا ہے

جواب الجواب

پھر میں نے کہا کہ اگر بڑھئی میز کے لئے تختہ نہیں پیدا کر سکتا ہے اور وہ تختہ کا محتاج ہے۔ تو ایشور بھی تختہ نہیں پیدا کر سکتا ہے کیونکہ تختہ بنانے یا لکڑی پیدا کرنے میں وہ بھی مادہ کا محتاج ہے۔ اگر مادہ نہ ہو تو تختہ کس طرح پیدا کر سکے۔ پس اسی طرح قادر مطلق نہیں کہلا سکتا ہے اگر کہلا سکتا ہے تو ایک نجار بھی قادر مطلق ہوگا۔ قادر مطلق کے معنی سوامی جی نے جو کئے ہیں۔ میں ان کو پھر پڑھ کر سناتا ہوں

(مذکورہ بالا حوالہ میں نے پڑھ کر پوری تشریح کے ساتھ سنایا)۔

آریوں کا اضطراب

جب میں سوامی جی کے بتائے ہوئے معنی اور لفظ "جہان" اور "ذرا سی بھی کسی کی مدد نہیں لیتا" اور اپنی لازوال طاقت سے ہی اپنے سب کام پورے کر لیتا ہے۔ وغیرہ کی تشریح کر رہا تھا تو سارے کے سارے آریہ پنڈت نہایت جھنجلا رہے تھے۔ اور ایک پہلو سے کرسیوں پر بیٹھنا ان کو مشکل ہو گیا تھا۔ بعض گیروے رنگ کے کپڑے والے پنڈت تو بیچ بیچ میں بول اٹھتے اور مجھے مخاطب کر کے کہتے کہ آپ اس قدر تشریح کیوں کر رہے ہیں۔ میں ان کو کہتا کہ ایک صاحب تو کل لاجواب ہو کر بیٹھ گئے دوسرے رامچندر صاحب پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی بیکسی اور کمزوری کو بھی آپ محسوس کر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ رامچندر صاحب کو بٹھا کر اب تیسرے کوئی صاحب سٹیج پر آ جائیں۔ جب رامچندر صاحب کو لاجواب ہوتے اور سامعین محو بدل ہوتے۔ صدر جلسہ صاحب نے دیکھا۔ تو صدر جلسہ صاحب سے رہا نہ گیا۔ رامچندر کو عجیب ترکیب سے مدد پہنچانے کے لئے کہا کہ پنڈت جی آپ سوامی جی کی وہ عبارت پڑھ کر سنائیں جہاں انہوں نے روح اور مادہ کو غیر مخلوق اور ازلی کہا ہے۔ میں نے کھڑے ہو کر رامچندر صاحب سے کہا کہ یہ سوال ہمارا نہیں ہے۔ آپ کے صدر صاحب کا اپنا سوال ہے۔ مجھے سوامی جی کا اپنا عقیدہ معلوم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ روح و مادہ انادی کر مخلوق نہیں۔ لیکن مجھ کو ان کے اپنے خیال اور عقیدے سے سروکار نہیں۔ میرا سوال تو قادر مطلق کے معنی پر ہے۔ جو معنی اس کے سوامی جی نے بتائے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ایشور جہان کے پیدا کرنے اور اپنے سب کام کرنے میں ذرا بھی کسی کا محتاج نہیں۔ ۔ ۔

لیکن اگر وہ روح اور مادہ کی مدد کا محتاج ہے۔ تو پھر وہ قادر مطلق نہیں۔ اگر اس کمزوری پر بھی اسکو قادر مطلق کہا جا سکتا ہے۔ تو دنیا کا ہر ایک کاریگر قادر مطلق ہے۔

قادر مطلق کے معنی

رامچندر صاحب کو تو ایک اشارہ صدر صاحب کا مل گیا تھا۔ اس لئے ایک عبارت انہوں نے پڑھ کر سنا دی کہ سوامی جی مادہ کو ازلی۔ ابدی اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ اس لئے قادر مطلق کے یہی معنی ہیں۔ کہ روح اور مادہ کی مدد سے اپنے سب کام کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ سوامی جی کا اپنا خیال اور اعتقاد کچھ حجت نہیں۔ قادر مطلق کے معنی اور مفہوم سے بحث ہے۔ قادر مطلق کے یہ معنی بتانا۔ کہ ذرا سی بھی کسی کی مدد نہیں لیتا ہے۔ "وہ اپنی لازوال طاقت سے ہی اپنے سب کام پورے کرتا ہے"۔ اور پھر یہ کہنا۔ کہ اگر روح اور مادہ نہ ہوتا تو وہ کچھ بھی کام نہ کر سکتا۔ اور اپنے سارے کام روح اور مادہ کی مدد سے ہی کرتا ہے۔ کیا کسی دانا اور عقلمند کے نزدیک دونوں باتیں صحیح ہو سکتی ہیں۔ اور دونوں کا مفہوم ایک ہو سکتا ہے۔ قادر مطلق عربی کے الفاظ ہیں۔ کیا آپ کسی لغت کی کتاب میں سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ قادر مطلق کے معنی روح اور مادہ کی مدد سے پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ آل مائٹی ہے۔ کیا آپ انگریزی ڈکشنری میں دکھا سکتے ہیں کہ آل مائٹی کے معنی ہیں روح اور مادہ کی پیدا کرنے کی قوت نہ رکھنا۔ رامچندر صاحب اٹھے اور انہوں نے کوئی نئی بات نہ بیان کی بلکہ پہلی باتوں کو ہی دہرایا اور کہا کہ عربی فارسی کے الفاظ سے مجھکو سروکار نہیں۔ اور نہ عربی اور فارسی کے الفاظ ان معنی کو اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کو عربی زبان اور اس کی وسعت معنی کی خبر نہیں۔ اور اس کی اس وقت بحث نہیں۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے۔ کہ سنسکرت کے الفاظ بھی آپ کے مفہوم اور معنی کی تائید نہیں کرتے ہیں۔ قادر مطلق کا ترجمہ سرب شکتی مان کیا جاتا ہے۔ اور سرب شکتیمان کا ترجمہ دیانند مہاراج "ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳" میں بھی وہی کرتے ہیں۔ جو کہ قادر مطلق کے کئے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں "جو اپنے کام کرنے میں کسی دوسرے کی مدد کی خواہش نہیں کرتا۔ اپنی طاقت سے ہی اپنے سب کام پورے کرتا ہے اس پرماتما کا نام سرب شکتیمان (قادر مطلق) ہے"۔ یہ سرب شکتیمان تو سنسکرت ہے۔ عربی نہیں ہے۔ لیکن سوامی جی نے اس کا ترجمہ بھی وہی کیا ہے۔ جو قادر مطلق کا ترجمہ کیا ہے۔

آریوں نے اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا

گیارہ بج گئے تھے آخری تقریر ہماری ہی ہوتی۔ مگر صدر جلسہ نے پھر رامچندر صاحب کو آخری وقت دیا۔ اور علاوہ اس کے ہر طرح رامچندر صاحب کو سہارا اور مدد دیتے رہے لیکن کچھ بنائے نہ بنی۔ اللہ تعالیٰ نے آریہ سماج کے پنڈال میں بین فتح ہم احمدیوں کو عنایت کی۔ ہمارے احمدی احباب کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا خرچ اور سارا انتظام اور یہ کثیر مجمع آریوں کے ذریعہ ہمیں فتح عنایت کرنے کے لئے کرایا۔ رامچندر صاحب نے ہمارے احمدیہ ہال میں آکر اعتراض کرنے کی دعوت کو منظور کر لیا تھا۔ لیکن صدر جلسہ صاحب کو جب اپنے مناظر رامچندر صاحب کے علم اور سمجھ کا اندازہ ہو گیا اور نقد شکست سامنے موجود دیکھی تو انہوں نے اسی مجمع میں رامچندر صاحب سے کہدیا کہ احمدیہ ہال میں اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے سماج کی طرف سے آپ نہیں جا سکتے۔ بطور خود پرائیوٹ طور پر جانا چاہیں تو جائیں۔ مگر اس کے متعلق اس جلسہ میں بات بھی نہ کریں۔ جلسہ برخواست ہوا۔ کل کی طرح آج بھی سامعین نے خوشیوں کا اظہار کیا۔ پرائیوٹ طور پر ۲½ بجے احمدیہ ہال آنیکا وعدہ رامچندر صاحب سے لیکر مظفر و منصور ہم لوگ اپنے گھر آئے۔

(حکیم خلیل احمد مونگھیری)

سب دیو بند ہونگے

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ۔

خدائی انوار چمکتے ہیں۔ الٰہی جلوے نظر آتے ہیں ربّانی تجلیاں جگمگا رہی ہیں۔ رسالت کا آفتاب اپنی شعاعوں سے نور باری کر رہا ہے۔ نبوت کا مہتاب اپنی ضیاء کی چادر پھیلا رہا ہے فیوض و برکات کا مینھ دنیا کو تازہ زندگی بخشنے کے لئے اپنے حیات بخش قطرات سے۔ اور پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لئے اپنے عطیات کے جھالے برسا رہا ہے۔ مگر آنکھوں سے لاچار ازلی محروم ہر فیض سے دور بلکہ نفور ہیں۔ اور اپنی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رونے کی بجائے آفتاب الٰہی سے منھ چھپاتے اور اس پر غراتے ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ اپنی گری ہوئی حالت سے نکلتے اور خدا کے مامور کو شناخت کر کے دنیا کو واحد صراط مستقیم کی جانب متوجہ و مائل کرتے۔ مگر آہ صد آہ ؎

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد

خدا کے پیارے بندے حضرت مسیح موعود امام مہدی مسعود سیدنا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کیا کیا ظلم و تعدی کا برتاؤ نہ کیا گیا۔ تحقیر و تذلیل میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ ان کی جماعت کو ایذادہی سے دبایا گیا دھمکیاں دی گئیں۔ سب و شتم کی بوچھاڑ کی گئی۔ مقدمے چلائے گئے۔ خون بہائے گئے۔ گردنیں لی گئیں۔ مگر حق کی قوت اور سچائی کی روح نے وہ کرشمے دکھائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ جبکہ شہدا نے جان دی۔ اور حق پر قربان ہو گئے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را
بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

تنگ دل اعدا نے گالیوں کے ہزاروں خطوط بھیجے کفر کے فتوے لگائے۔ تفسیق و تضلیل میں جان توڑ کوشش کی۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی نہ کسی طرح یہ سلسلہ مٹ جائے۔ یہ جماعت منتشر ہو جائے۔ اور حضرت امام مہدی مسیح موعود کی عزت دنیا میں قائم نہ ہونے پائے۔ ؎

شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

مگر دشمنی و عداوت رکھنے والے آخر جنہ آخر ہو گئے۔ اور دبتے جلتے ہیں۔ تمام مخالفت کے دیو حبس دوام میں بند ہوئے۔ ہوتے جاتے ہیں۔ اور بند ہو جائیں گے۔ سچ کا بول بالا جھوٹ کا منھ کالا ہوگا۔ جس طرح آج تک ہوتا آرہا ہے کہ اس قدر دوڑ دھوپ کرنے کے بعد بھی مخالفین کو بجز حسرت و ناکامی کچھ نہ ملا اور سچا فتح مند و ظفریاب ہوا۔ ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے دشمن تیرے
پر مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ایسا کیوں ہوا

اس لئے کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی خدا نے یہ قانون مقرر فرما رکھا ہے کہ وہ اور اس کے فرستادہ ہی مقابلۂ اعداء میں کامیاب رہتے ہیں۔ اور اس لئے کہ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون و ان جندنا لھم الغالبون ط پس قانون ربانی کے ماتحت خدا کا سچا فرستادہ کامیاب ہوا اور اس کا گروہ جو خدا کا پیارا بہادر لشکر ہے وہ غالب رہا۔ منکرین معاندین خائب و خاسر ذلیل و رسوا ہوئے۔ عقلمند اگر سوچے تو ایک ہی اشارہ کافی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر دلائل و براہین چاہتا ہے تو بیان دلائل و براہین کی کوئی کمی نہیں۔ عقلی نقلی۔ علمی۔ روحانی۔ ہر رنگ کے دلائل مل سکتے ہیں۔ اتنا بھی تو کوئی ہو جو للہ سچی تڑپ سے کام لے خالص تضرع کے ساتھ خدا سے دعائیں مانگے استخارہ کرے۔ حق کی طلب میں محو۔ سچائی کی تلاش و جستجو میں فنا ہو جائے۔ تاکہ وصول و وصال حق سے بقاء حیات ابدی کی نعمت پائے۔

سب سے آخری

طریق جو اظہار حق کا ذریعہ ہے۔ وہ مباہلہ موافق کتاب و سنت ہے۔ علماء دیوبند نے اس کے لئے قدم اٹھایا تھا۔ لیکن پھر پھسلتا ہوا نظر آتا ہے کاش ان کے پاؤں ثبات دکھائیں تاکہ اہل عالم مباہلہ کے بعد حق کی شناخت کے لئے آسان راستہ پائیں۔ (ابو محمد محفوظ الحق علمی از قادیان)

مسلم لیگ اور مسئلہ خلافت

مسلم لیگ کے گزشتہ جلسہ میں مسئلہ خلافت کے متعلق ایک ریزولیوشن رکھا گیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ شریف مکہ کے ٹرکی سے علیحدہ ہو جانے پر جو خلافت کا مسئلہ فیصلہ طلب ہو گیا ہے اسے گورنمنٹ مسلمانوں پر چھوڑ دے۔ اس موقعہ پر ہم اس ریزولیوشن کی لغویت ظاہر کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہمعصر مشرق کے الفاظ میں ایک لطیفہ بیان کرتے ہیں۔ جو لکھتا ہے:۔

"مسلم لیگ کے جلسہ میں آپ (راجہ صاحب محمود آباد) کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ خلافت کے متعلق ریزولیوشن پیش کر کے تقریر فرمائیں۔ مگر آپ بضرورت سیاسی آگرہ چلے گئے۔ اس لئے یہ کام آپ کی جگہ دوسرے صاحب نے انجام دیا۔ ہم کو بیوقوف مسلمانوں کی حماقت پر ہنسی آتی ہے۔ کہ ایک شیعہ مسلمان سے خلافت کے جواز کا ریزولیوشن پیش کرایا جائے۔ حالانکہ شیعہ مذہب کے احکام تشریعی سے جو لوگ واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب اثنا عشری میں خلافت راشدہ اور خلافت فاسدہ دونوں کے متعلق احکام ناطق موجود ہیں"

مشرق نے جو کچھ لکھا ہے۔ بہت خوب ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ریزولیوشن پیش کرنے کے لئے جو انتخاب کیا گیا تھا۔ وہ بہت مناسب تھا۔ کیونکہ جس قسم کی خلافت کے متعلق ریزولیوشن تھا اس کے لئے کسی ایسے ہی شخص کی طرف سے پیش ہونا چاہئے تھا جو عملی اور حقیقی خلافت کا منکر ہوتا

تار برقی خبریں

پارلیمنٹ کا اجلاس ۔لنڈن ۔۲۱ جنوری آج ڈبلن میں جمہوریہ پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا ایک ہزار وزیٹروں کے ٹکٹ جاری کئے گئے۔ توقع کی جاتی ہے کہ دو گھنٹہ تک کارروائی ہوتی رہیگی ۔ غالباً ابتدائی کارروائی آئرلینڈ کی زبان میں ۔ اور اس کے بعد انگریزی میں ہوگی

بولشویک اور ایشیا ۔لنڈن ۔۲۱ جنوری رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ ماسکو سے جو باوثوق اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بولشویک کئی مہینے سے چین ۔ ہندوستان اور ایران میں انقلابات پیدا کرنیکی تدابیر میں مصروف ہیں ۔ اور وہ تیار ہیں کہ جب موقع ملے ۔ بہت سا روپیہ دیکر ایجنٹوں کو تمام ایشیا میں مشکلات پیدا کرنے کے لئے روانہ کریں ۔ اس تجویز کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ادمسک کی فوج ہے ۔ مگر اب وہ امداد نہ پہنچنے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہے ۔ اور بولشویکیوں کی تجاویز ایشیا کے امن وامان کو خطرناک طریقے پر دھمکی دے رہی ہے یوکرین میں بولشویکی پھیلی ہوئی ہے ۔

عیر جانبدار اور مجلس صلح ۔پیرس ۲۱ جنوری لیگ اقوام کے قواعد وضوابط پر غیر جانبدار بے اطمینانی کا اظہار کر رہے ہیں ۔ لیگ اقوام کے متعلق برطانوی تجاویز مکمل ہوگئی ہیں ۔

ہالینڈ کے جہازوں کی واپسی نیویارک ۲۱ جنوری اُن جہازوں کے سوا جو گورنمنٹ کی سروس میں ہیں تمام ولندیزی جہازات جنپر دوران جنگ میں قبضہ کر لیا گیا تھا ۔ امریکن بندرگاہوں میں پہنچنے پر اُن کے مالکوں کو واپس کر دئے جائیں گے ۔

باکو میں ڈانفش بخار ۔باکو میں ڈانفش بخار شدت سے پھیل رہا ہے اور ۵۰ ۔ ۶۰ شہری باشندے ہر روز نذر اجل ہو جاتے ہیں ۔ یہ اندیشہ ہے ۔ کہ تعداد اموات اس سے زیادہ ہے ۔ جتنی کی اطلاع دیجاتی ہے ۔ برطانوی فوجی افسر اس بیماری کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں اور جدید شفاخانے قائم کئے جا رہے ہیں ۔

سر ایس پی سنہا لارڈ بن گئے ۔لنڈن ۲۰ جنوری نائب وزیر ہند سر ایس ۔ پی سنہا کے لارڈ کے درجہ پر ممتاز ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے ۔

پرنس جان کا انتقال یہ خبر کمال رنج وافسوس سے سنی جائیگی کہ ملک معظم قیصر ہند کے سب سے چھوٹے صاحبزادے پرنس جان کا تقریباً ۱۴ سال کی عمر میں ۱۸ جنوری کی شام کو انتقال ہوگیا ۔

بالشویکس پیشقدمی ۔لنڈن ۲۲ جنوری ۔ اسٹرڈم کا ایک تار مظہر ہے ۔ کہ کونگسبرگ کا ایک پیغام ناقل ہے ۔ کہ اس قسم کی خبروں میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے ۔ کہ لاکھوں بالشویکس جرمنی کی جانب پیشقدمی کر رہے ہیں ۔ ریگا ۔ ڈولنسک ولنا کے خط جنگ کو ۵۰ ہزار بالشویکس سپاہ سے زائد نے عبور کیا ہے ۔

مصر میں سیلاب ۔لنڈن ۲۲ ۔جنوری قاہرہ کا ایک تار مورخہ ۱۸ ۔جنوری مظہر ہے ۔ کہ قاہرہ اور اس کے گرد ونواح کے مقامات پر کثرت سے سیلاب آگیا ہے ۔ اور عربوں کے صدہا مکانات تباہ ہوگئے ۔ کاروبار بھی قریب بند ہے

جرمنی کا دور جدید ۔لنڈن ۔ ۲۲ ۔جنوری ۔ برلن سے یہ اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ جرمنی ۸ خودمختار حکومتوں میں تقسیم ہوگا ۔ جس میں برلن کی حکومت اعلیٰ حکومت ہوگی ۔ کیونکہ اس کی آبادی دس ملین ہے دوسری حکومتیں پروشیا ۔ سائیشیا ۔ برنیڈنبرگ ۔ ریہین ۔ سکسین وسٹفیلیا ۔ ہینز اور رہنلینڈ ہونگی ۔ جرمن اور آسٹریا کی ایک خودمختار ریاست بھی قائم ہوگی ۔

ہندوستان کی خبریں

بمبئی میں مزدوروں کی سٹرائک ابھی تک یہ سٹرائک جاری ہے ۔ تقریباً ۱½ لاکھ مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے ۔ بمبئی میونسپل کمیٹی کے محکمہ ڈرینج نے بھی سٹرائک کر دی ہے ۔

اسیران جنگ کی واپسی ۔کراچی میں اس ہفتہ چار جہازوں کے آنے کی توقع ہے ۔ جس میں انگریزی و ہندوستانی اسیران جنگ واپس آئیں گے

شملہ پر برفباری ۔۱۹ جنوری کو شملہ پر بہت برف پڑی ہے ۔ اور اب تک ۱۲ ۔ انچ برف وہاں پڑ چکی ہے ۔

رشوت دینے پر سزا ۔ایک غلام رسول ملتانی نامی زمیندار و نمبردار کو جس نے عدالت ضلع کے ایک منشی کو ایک مسل یا کاغذ تلف کر دینے کے لئے ۱۰ روپیہ کا نوٹ رشوت میں دینا چاہا تھا ۔ صاحب مسٹی مجسٹریٹ ملتان کی عدالت سے دو سال قید سخت کی سزا ہوئی ۔

بارکپور میں طاعون ۔افسوس ہے کہ بارکپور مضافات کلکتہ میں گلٹی والا طاعون نمودار ہوا ہے ۔ اور اب تک قریباً ۲۰ ۔ آدمیوں کے اس میں مبتلا ہونے کی اطلاع مل چکی ہے ۔

ملازمان ٹکسال کی سٹرائک ۲۲ ۔جنوری کی صبح کو بمبئی میں قریباً ۱۲۰۰ ملازمان ٹکسال نے بھی کام چھوڑ دیا ہے ۔ حاضری کی رجسٹر میں ۲۵۰۰ آدمیوں کے نام درج ہیں ۔ لیکن ۲۱ ۔جنوری کو ۷۰۰ آدمی حسب معمول کام پر آئے ۔ ۲۲ ۔جنوری کی صبح کو ملازمان دروازہ پر جمع ہوئے ۔ اور قریباً ۶۰۰ آدمی کام پر آگئے ۔

تعزیری پولیس ۔ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے حکم دیا ہے ۔ کہ موضع موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں باشندگان موضع کی بدعنوانی کی وجہ سے عرصہ دو سال کے لئے باشندگان کے خرچ پر ایک تعزیری پولیس تعینات کی جائے ۔